ڈاکٹر شبیر احمد قادری
شعبہء اردو، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

اشاریہ سازی کا فن اور اشخاص کا اشاریہ

Indexing is a technical work which makes research and editing more rich and effective. It provides guidance to researcher and makes it easy to get access to desired matter. In this article writer has discovered art and methodology of indexing of personalities.

کتب و رسائل کی اشاریہ سازی ایک فن ہے۔ اشاریہ اسی صورت میں مفید مطلب ہو سکتا ہے جب اسے اشاریہ سازی کے قواعد کی پیروی کرتے ہوئے ترتیب دیا جائے۔ اردو میں متعدد اشاریے ''من مرضی'' کے اصول کے تحت جزوِ کتاب بنائے گئے ہیں۔ اشارہ، اشاریت، اشاریہ اور اشاریہ بندی کے تحت شان الحق حقی لکھتے ہیں:

اشارہ:

''کس ا، فت ر، امذ، اُنگلی، ہاتھ، ابرو یا آنکھ کی بامعنی جنبش، کسی بات یا چیز کی طرف اختصار کے ساتھ توجہ دلانا، ایما، اجمالی حکم، یا مرضی کا اظہار، نشانِ علامت، تلمیح، حوالہ، رمز، کنایہ، مث۔''(۱)

اشاریت:

''آرٹ یا ادب میں بینِ الفاظ یا اشکال کی بجائے علامات کے ذریعے رمزیہ پیرایۂ اظہار۔ امذ''(۲)

اِشاریہ:

''حوالے کی آسانی کے لیے حروفِ تہجی کے مطابق مرتب کی ہوئی فہرست، انڈیکس، امث''(۳)

اِشاریہ بندی:

''اشاریہ تیار کرنا''(۴)

webopedia کے مطابق:

Noun:

An alphabetical list of name, subjects, etc., with references to the places where they occur, typically found at the end of a book.

Verb:

Record (names, subjects, etc) in an index.

Synonyms:

Pointer - indicator - list - exponent(5)

محمد ریاض نے اشاریہ کی تعریف اِن الفاظ میں کی ہے:

"Indexing is a form of contents description which involves selection of the most appropriate term to represent the contents of document. In case of assigned indexing the terms are taken from the vocabulary of the documentry language and in case of derived indexing, words are chosen from titles etc."(6)

(اشاریہ کسی بھی نوعیت کا ہو، کتاب کی وقعت میں اضافہ لازم ہے۔ اس کا اوّل و آخر مقصد کتاب کے مشتملات خاص طور پر اشخاص، کتب و رسائل، اماکن اور دیگر امور سے متعلق قاری کو سہولت فراہم کرنا ہے تاکہ اسے مطلوبہ مواد کے حصول میں آسانی ہو۔)

Geoffery Jamilton نے اشاریہ کے افادی پہلو پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

۱۔ اشاریے کے شروع میں کوئی تعارفی یادداشت ہے تو اس کو واضح ہونا چاہیے۔
۲۔ اشاریہ درست ہونا چاہیے۔ اس میں دیے گئے صفحات نمبر کی متن کے ساتھ مطابقت لازمی ہے۔
۳۔ متن کی اہم چیزوں کو اشاریے میں شامل ہونا چاہیے۔
۴۔ اشاریے میں جہاں کہیں متعلقہ اندراجات کو تلاش کرنے کے لیے حوالے آتے ہوں، اُن کی نوعیت مستقل ہونی چاہیے۔
۵۔ اشاریے میں کافی ذیلی عنوانات ہونے چاہئیں تاکہ حوالوں کی تلاش میں دِقت نہ ہو۔
۶۔ اشاریہ کو صحیح انضباطی یا کسی اور ترتیب میں ہونا چاہیے۔
۷۔ متن میں دی گئی چیزوں اور تصوّرات کے اشاریے میں موزوں اور اچھی طرح چُنی ہوئی اصطلاحات میں نمائندگی دی جائے۔
۸۔ اصطلاحات کے انتخاب میں مستقل مزاجی سے کام لیا جائے۔
۹۔ اشاریے میں متعلقہ چیزوں کا ربط ظاہر کرنے کے لیے کافی عبوری حوالے (Cross References) دیے جائیں۔
۱۰۔ متن میں متروک الفاظ و اصطلاحات کی بجائے جدید دَور میں مستعمل الفاظ ظاہر کرنے کے لیے کافی عبوری حوالے ہونے چاہئیں۔
۱۱۔ اشاریے کا خاکہ یا ہیئت واضح ہو اور اس سے استعمال کرنے والے کو مدد ملتی ہو۔
۱۲۔ اشاریہ جامع ہونا چاہیے (جامعیت پر چند حدود کی اجازت ہو سکتی ہو، بشرطیکہ ان کو واضح طور بیان کر دیا جائے) اس میں افراط و تفریط سے کام نہ لیا گیا ہو۔
۱۳۔ اشاریے کو متن کا خادم ہونا چاہیے نہ کہ اشاریہ نگار کی آراء اور دلچسپیوں کا ذریعہ اور واسطہ
۱۴۔ اشاریہ اگر مروّجہ رسوم سے انحراف کرتا ہے تو اس بات کو تعارفی یادداشت (Note) میں واضح کر دیا چاہیے۔
۱۵۔ مخففات وغیرہ کی وضاحت بھی بہرحال ضروری ہوتی ہے۔(۷)

ڈاکٹر محمد اشرف کمال کی رائے میں عام محققین کی نسبت اشاریہ ساز زیادہ ترتیب اور انضباط کا عادی ہوتا ہے، اسے

زیادہ محتاط اور متوازن مزاج کا حامل ہونا چاہیے، اشاریہ ساز کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا کام عام بے ربطی یا بے ترتیبی کا متحمل نہیں ہوسکتا اور اشاریہ ساز نے محققین اور دیگر لکھاریوں کی نسبت مکمل تکنیکی انداز میں اپنے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا ہوتا ہے اور ایک ربط وضبط اور ترتیب کے نظام کے ساتھ اپنا کام صفحۂ قرطاس پر لانا ہوتا ہے۔ (۸)

طارق محمود کی رائے میں اشاریہ ایک گلوب کی حیثیت رکھتا ہے جس پر ایک نظر ڈالنے سے پوری ادبی کائنات ،نظر کے سامنے آجاتی ہے اور اس کی مدد سے ایک شخص بنیادی تصور قائم کر کے اس کی روشنی میں اصل کا مطالعہ کر لیتا ہے۔ (۹)

مقالات و کتب کے اشاریے، مصادر ومنابع (کتابیات) کے انداز پر ترتیب دینا ضروری ہے۔ اشاریے کے لیے بھی وہی ترتیب اپنائی جائے تاکہ قاری اُلجھن کا شکار نہ ہونے پائے۔ اس ضمن میں لغت میں الفاظ کی ترتیب کو بھی مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ حوالہ جات میں مصنفین اور مؤلفین کے نام یوں لکھے جاتے ہیں:

عبداللہ، سیّد، ڈاکٹر

محمد سعید، حکیم

اشاریہ میں متن میں مذکور افراد کے نام بھی اسی طرح لکھے جائیں۔ قاری کو کتابیات اور اشاریہ میں افراد کے ناموں کو لکھنے اور سمجھنے کے لیے دوئی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ ڈاکٹر انیس خورشید نے اشخاص کے ناموں کے اشاریہ تیار کرنے کے ذیل میں اسے تخلّص ، خاندانی نام، مرکّب نام، دولفظی نام، لقبِ اعزازی خطابات، کنیت، خاتون مصنفہ کے ذیلی عناوین میں تقسیم کرتے ہوئے ہر ایک کی وضاحت کی ہے۔ (۱۰) اشاریہ میں ایک شخص کا نام ایک بار آتا ہے مگر حکیم سید احد علی خاں یکتا کے تذکرہ دستور الفصاحت (مرتب: امتیاز علی خاں عرشی) کے اشاریہ میں اس اصول سے انحراف کی مثالیں موجود ہیں۔

''الف'' کے تحت اثر (محمد میر) کا نام درج ہے تو یہی نام ''م'' کے تحت (محمد میر۔ اثر) بھی موجود ہے۔ صاحبِ ''دستور الفصاحت'' کا نام ''الف'' کے تحت احد علی بن سید احمد علی خاں درج ہے اور یہی نام حرف ی کے تحت (یکتا احد علی) بھی درج کیا گیا ہے:

- ☆ حرف ''الف'' کے تحت احسان اللہ (مولوی)— ممتاز، کا نام حرف ''م'' کے تحت (ممتاز (احسان اللہ) بھی درج ہے۔
- ☆ حرف ''الف'' کے ذیل میں احسن الدین خاں— بیان، کا نام حرف ''ب'' کے تحت بھی (بیان (خواجہ احسن الدین خاں) درج ہے۔
- ☆ حرف ''الف'' کے تحت اشرف علی خاں— فغاں، کا نام حرف ''ف'' کے ذیل میں (فغاں (اشرف علی خاں) بھی درج ہے۔
- ☆ حرف ''الف'' کے ذیل میں امام بخش شیخ— ناسخ کا نام حرف ''ن'' کے تحت (ناسخ) بھی درج ہے۔
- ☆ حرف ''الف'' کے ذیل میں انعام اللہ خان— یقین، کا نام حرف ''ی'' کے تحت (یقین (امان اللہ خاں) بھی درج کر دیا گیا ہے۔
- ☆ حرف ''الف'' کے تحت اورنگ زیب— عالمگیر، کا نام حرف ''ع'' کے ذیل میں (عالمگیر (اورنگ زیب) بھی درج ہے۔
- ☆ اسی طرح حرف ''ب'' کے تحت بسنت سنگھ— نشاط کا نام حرف ''ن'' کے تحت (نشاط) درج کر دیا گیا ہے۔
- ☆ حرف ''ت'' میں بھی یہی لغزش موجود ہے۔ تصور (محمد عاشق) کا نام حرف ''م'' کے تحت (محمد عاشق۔ تصور)

موجود ہے۔

☆ حرف ''ج'' کے تحت جانِ جاناں (مرزا)، مظہر کا نام حرف ''م'' کے تحت (مظہر (مرزا جانِ جاناں) بھی درج کر دیا گیا ہے۔

☆ حرف ''ج'' کے تحت جرأت (میاں قلندر بخش) کا نام حرف ''ق'' کے تحت (قلندر بخش— جرأت) بھی موجود ہے۔

☆ حرف ''ج'' کے تحت جسونت سنگھ۔ پروانہ کا نام اس سے پہلے حرف ''پ'' (پروانہ (کنور جسونت سنگھ) کے تحت بھی درج ہے۔

☆ حرف ''ج'' کے تحت جعفر علی (مرزا)— حسرت کا نام حرف ''ح'' میں بھی (حسرت (مرزا جعفر علی) موجود ہے۔

☆ اسی طرح حرف ''ح'' کے تحت حاتم (شاہ ظہور الدین کا نام حرف ''ظ'' کے تحت (ظہور الدین، حاتم) بھی درج کر دیا گیا ہے۔

☆ حرف ''خ'' کے تحت خاں آرزو— آرزو کا نام اس سے پہلے حرف ''الف'' کے تحت (آرزو (سراج الدین علی خاں) بھی موجود ہے۔

☆ حرف ''ر'' کے تحت رنگین (سعادت یار خاں) کا نام حرف ''س'' کے تحت (سعادت یار خاں— رنگین) بھی درج ہے۔

☆ حرف ''س'' کے تحت سودا کا نام حرف ''م'' کے تحت (محمد رفیع (مرزا)— سودا) بھی درج ہے۔

☆ حرف ''ظ'' کے تحت ظہور اللہ— نوا کا نام حرف ن کے تحت (نوا (ظہور اللہ) بھی درج ہے۔

☆ لطف کی بات یہ ہے کہ حرف ''م'' کے تحت ماشاء اللہ خاں، مصدر کا نام حرف ''م'' ہی کے ذیل (مصدر— ماشاء اللہ خاں) میں درج ہے۔

حرف ''ن'' کے تحت نثار (محمد امان خاں کا نام اس سے قبل م کے تحت (محمد امان خان— نثار) درج ہے۔ یہی صورت نور الاسلام منتظر کے نام کی ہے۔ جو حرف ''م'' کے تحت (منتظر نور الاسلام) بھی درج کر دیا گیا ہے۔ زیر نظر اشاریہ میں اس نوع کی اور بھی مثالیں موجود ہیں، یعنی کہیں اصل نام، کہیں تخلص اور کہیں ذات یا عہدہ وغیرہ درج کر دیا گیا ہے۔ ایک شاعر قائم کا نام تو تین بار درج ہو گیا ہے:

۱۔ قایم (قیام الدین علی) (ص۱۳۳)
۲۔ قیام الدین علی (شیخ)— قایم (ص۱۳۳)
۳۔ محمد قایم— قایم (ص ۱۳۵)[(۱۱)]

صابر ارشاد عثمانی کی تالیف، مولانا محمد علی جوہر (حیات و خدمات) کا اشاریہ ۱۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اسے اس اعتبار سے معیاری اشاریوں میں شمار نہیں کیا جا سکتا کہ اس میں اشخاص، کتب و اخبارات، اداروں وغیرہ کے نام علیحدہ علیحدہ عنوان کے تحت درج نہیں کیا گیا۔ حرف ن سے ایک مثال ملاحظہ ہو:

- نظام الدین
- نواب حیدر نواز جنگ بہادر
- نہرو جواہر لال
- نہرو رپورٹ
- نیو اسٹیٹسمین ہفتہ وار اخبار
- نہرو موتی لال[(۱۲)]

دوسری مثال اشاریہ کے آخری حصّہ سے جسے تین حروف ''ہ''، ''ی''، ''ھ'' کو یک جا کر دیا گیا ہے۔ (ظاہر ہے یہ

طرز درست نہیں)

- ہندوستان ٹائمز اخبار
- دی ارل آف رونالڈشے
- یانی گزیٹ
- ہارٹ ٹیلر، سر
- ''ہمدرد'' اخبار (۱۳)
- ہنری میک ماہوں، سر
- ینگ ترک مومینٹ
- ہارڈنگ، لارڈ
- ہارٹ کورٹ بٹلر

جہاں ایسا نہیں کیا گیا وہاں حروفِ تہجی کا اہتمام نہیں ملتا، مثلاً:

حرف غ:

غلام مجدد، پیر

غضنفر علی راجہ (۱۴)

درست ترتیب یہ بنتی ہے:

غضنفر علی راجہ

غلام مجدد، پیر

ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی ''اقبال اور محبت رسول'' میں رقم طراز ہیں کہ بیسویں صدی میں وہ وقت آیا کہ مسلمانوں نے ایک نئی کروٹ لی اور دوبارہ آزادی حاصل کرنے کے درپے ہو گئے۔ انگلستان، فرانس، اٹلی، یونان وغیرہ سب کی انفرادی اور اجتماعی طاقتوں سے ان کو سخت ٹکر لینی پڑی، مگر خدا کے فضل سے مسلمانوں کی سرفروشیاں اور قربانیاں کام آئیں اور آخر کار رفتہ رفتہ بیشتر مسلم ممالک آزادی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ (۱۵) اس اقتباس میں چار ممالک کے نام آئے۔ اشاریہ میں ان کا اندراج امکنہ میں ہونا لازم ہے۔ سو فرانس (ص۲۴۵)، اٹلی (ص۲۴۴) اور یونان (ص۲۴۷) کا اندراج تو امکنہ کر دیا گیا لیکن یہ عجیب بات ہے کہ انگلستان کا ذکر امکنہ کے بجائے اشخاص کے زیرِ عنوان درج ہے۔ ملاحظہ ہو مذکورہ کتاب کا صفحہ نمبر ۲۳۶۔

سید عابد علی عابد کی تصنیف ''اصولِ انتقادِ ادبیات'' (۱۶) کے طویل اشاریہ کو دو ذیلی عناوین میں منقسم ہے:

۱۔ اشخاص —— مقامات، کتب

۲۔ موضوعات و اصطلاحات

ہماری توجہ کا مرکز حصہ اوّل ہے۔ اس حصہ میں جیسا کہ ذیلی عنوان سے ظاہر ہے، اشخاص، مقامات اور کتب کو الگ الگ خانوں میں رکھنے کے بجائے اسی ایک عنوان کے تحت شامل کر لیا گیا ہے۔

''آ'' کے تحت اشخاص کے ناموں کے ساتھ آکسفورڈ، آکسفورڈ انگلش ڈکشنری اور آگرہ کے نام بھی موجود ہیں۔ ''چ'' کے زیرِ عنوان چارلس گلڈن، چاسر، چراغ علی، چغتائی کے ساتھ ساتھ چاند پور، ''چمنستانِ شعراء''، چورن، چہار درویش اور چہار مقالہ کے نام بھی درج ہیں۔ حرف ''ی'' کے تحت یاس، یزید (بن معاویہ) اور یوسف حسین خان کے ساتھ ساتھ یادگارِ غالب کا نام بھی جزوِ اشاریۂ اشخاص ہے۔ ''ٹ''، ''ث''، ''ض'' اور ''ظ'' ایسے حروف ہیں جن کے تحت صرف اشخاص کے نام آئے ہیں۔

''اردو نثر میں طنز و مزاح'' (مصنف: ڈاکٹر اشفاق احمد ورک) کا اشاریۂ اشخاص طویل اور محتاط اشاریہ ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ۶۷۲ صفحات پر مشتمل اس کتاب کا اشاریہ صرف اشخاص پر مبنی ہے، کتب و رسائل، اداروں اور اماکن وغیرہ کا اشاریہ ترتیب نہیں دیا گیا ہے۔ایک اور کمی یہ نظر آئی کہ حروفِ تہجی کا اہتمام تو موجود ہے مگر الف، ب، ت کے مطابق ذیلی عناوین قائم نہیں کیے گئے۔ اس اعتبار سے اسے اشاریۂ مسلسل کہا جائے گا۔اس اشاریہ میں اشخاص کے ناموں اور شعراء کے تخلصوں کی بنیاد پر جو فرق روا رکھا گیا ہے وہ میری رائے میں درست نہیں ہے۔ مثال کے طور پر ''اکبر'':

- اکبر الٰہ آبادی
- اکبر حمیدی
- اکبر حیدری، پروفیسر
- اکبر لاہوری
- اکبر، جلال الدین [۱۷]

ان ناموں کی ترتیب یوں ہوتی تو زیادہ مناسب تھا:

- اکبر الٰہ آبادی
- اکبر جلال الدین
- اکبر، حمیدی
- اکبر حیدری، پروفیسر
- اکبر لاہوری

اِسی طرح امجد حسین، سیّد، اور امجد اسلام امجد کی ترتیب بھی درست نہیں ہے۔[۱۸] امجد اسلام امجد پہلے اور امجد حسین سید بعد میں لکھا جانا چاہیے تھا۔

مولانا حسرت موہانی کے ''تذکرۃ الشعراء'' کے مرتّب شفقت رضوی نے تذکرۂ مذکور کے طویل اِشاریہ میں ''رجال'' کے زیرِعنوان حرفِ کاف کے تحت جو نام درج کیے ہیں ان کی ترتیب یوں ہے:

- کاظم علی بیگ استر آبادی
- کاظم علی جوان
- کالی پرشاد، منشی
- کامل بہاری، حکیم فضل حسین
- کامدار خاں
- کامل (شاگردشعور)
- کرامت علی خاں
- کرافٹ
- کرم حیدرآبادی
- کرم رام پوری، کرم خان
- کرم الدین (کریم الدین)، صاحبِ تذکرہ طبقات الشعراء ہند
- کشفتہ، نبی علی
- کشن پرشاد کول
- کفایت اللہ خاں
- کمال الدین، مُلّا
- کمال رام پوری (شاگردِ قائم)
- کمال مانک پوری
- کمال الدین حسین
- کوثر، منظور احمد
- کوکب، عبدالرحمٰن
- کوکب، مرزا احمد علی بیگ
- کلیم، عتیق الرحمٰن
- کیف، شیخ فضل احمد
- گستاخ رام پوری
- کرامت اللہ خاں [۱۹]

اس اِشاریہ میں پہلے تین ناموں کی فہرست درست ہے۔ جب کامل بہاری (حکیم فضل حسین) اور کامل (شاگردشعور) کے درمیان کامدار خاں کا نام آنا ترتیب میں بگاڑ پیدا کر رہا ہے۔ بعینہٖ کرامت علی خاں اور کرافٹ میں سے کرافٹ کا نام پہلے اور کرامت کا نام بعد میں آنا چاہیے تھا۔کلیم، عتیق الرحمٰن کا نام کفایت اللہ خاں اور کمال الدین، مُلّا کے درمیان لانا لازم تھا۔ اس فہرست میں کشفتہ نام متن (ص ۳۱۶) کے مطابق کشتہ ہے۔ ظاہر ہے یہ کاتبِ متن کی غلطی ہے۔''گ'' کی تختی کے تحت بھی یہ غلطی سرزد ہوئی ہے۔

گستاخ رام پوری، کرامت اللہ خاں، گردیزی، فتح اللہ [۲۰]

گردیزی نسبت مقامی ہے (گردیز سے) اسے نام سے پہلے لانا درست نہیں یہاں اس کلیے سے صرفِ نظر بھی کر لیا جائے تو گستاخ اور گردیزی میں گردیزی کو الف بائی ترتیب کے تحت پہلے اور گستاخ کو بعد میں آنا تھا۔

''ل'' کی تختی کے تحت بھی یہی غلطی دُہرائی گئی ہے۔''ل'' کے تحت نام یہ ہے:

- لطف اللہ، حافظ
- لطف، مرزا علی استر آبادی
- لوکمالیہ تلک

● لطیف علی خاں، لیک، لارڈ لوکمانیہ تلک کا نام متن میں لوکمانیہ تلک (ص ۵۵۰)[۲۱] درج ہے۔ یہ کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ اس کے باوجود حروفِ تہجی کے اعتبار سے یہ ترتیب درست نہیں۔ ترتیب یوں بنتی ہے:

● لطف اللہ، حافظ ● لطف، مرزا علی استر آبادی ● لطیف علی خاں ● لوکمانیہ تلک ● لیک، لارڈ

تذکرۃ الشعراء کے اِس اِشاریہ میں کئی اور مقامات پر اسی نوع کی غلطیاں موجود ہیں۔ اشاریہ پر مرتبِ اشاریہ کا نام موجود نہیں، لہٰذا اسے مرتبِ تذکرہ شفقت رضوی کا مرتبہ تسلیم کیا جائے گا۔

طارق حبیب نے ''کشفِ ذات کی آرزو کا شاعر''[۲۲] کا مفصل اِشاریہ ترتیب دیا ہے۔ اِس اِشاریہ میں شعراء کے معروف ناموں یا تخلصوں کو اوّلیت نہ دینے اور ذات، عہدہ اور رِشتہ وغیرہ کو نام سے پہلے لانے کا وہی رجحان ملتا ہے جو بیش تر اِشاریوں میں پایا جاتا ہے، مثلاً ایم، بابا، خواجہ، سیّد، ش ک صاحبزادہ، ملک، مولوی وغیرہ کو نام کے شروع میں لکھا گیا ہے۔ ناموں کی حروفِ تہجی کے مطابق ترتیب سے انحراف کی ایک مثال ملاحظہ ہو:

● اکبرالہ آبادی ● اکرم جلیلی (پروفیسر) ● اکبرحمیدی

ان تین ناموں میں سے پہلے اکبرالہ آبادی دوسرے نمبر پر اکبرحمیدی اور آخر میں اکرم جلیلی (پروفیسر) کا نام آتا تو یہ ترتیب درست قرار پاتی۔ آگے چل کر بلراج کومل اور بل دیو مرزا کے نام کی ترتیب بھی درست نہیں رہ پائی، جگن ناتھ آزاد اور جعفر طاہر کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے۔ ''خ'' کے زیرِ عنوان خواجہ حیدرعلی آتش کا نام حرف ''آ'' کے تحت پہلا نام ہے، ایک نام کا کسی ایک اِشاریہ میں دو یا دو سے زیادہ مرتبہ آنا اصولاً درست نہیں ''آتش'' کے ساتھ ہی ''خواجہ حیدر علی آتش'' نام کا صفحہ نمبر لکھ دیا جاتا تو بعد والا نام دُہرانا نہ پڑتا۔ ''ڈ'' کے تحت ڈبلیو بی ییٹس اور ڈی ایچ لارنس کے ناموں کے شروع میں مخففات (ڈبلیو بی+ڈی ایچ) لانا درست نہیں اس سے ''الف'' کے تحت ایلیٹ کا نام درست لکھا گیا ہے۔ ایلیٹ (ٹی ایس)

''کراچی کے ادبی رسائل —ایک تجزیاتی مطالعہ'' (مصنفہ: عظمیٰ فرخ)[۲۳] میں اشخاص کے اِشاریہ کا نام ''افراد'' رکھا گیا ہے۔ یہ بھی اِشاریۂ مسلسل ہے، یعنی حروفِ تہجی کے مطابق تو ہے مگر حروفِ تہجی درج نہیں کیے گئے۔ آذر زوبی سے لے کر یونس حسنی، ڈاکٹر، تک تمام نام یکجا جمع کر دیے گئے ہیں۔ اس اِشاریہ میں بھی شامل اشاریہ بیش تر شخصیات کے اسماء ان کی فطری ترتیب میں موجود ہیں، مثلاً آلِ احمد سرور، ابوالکلام آزاد، ایس ایم شجاع الدین، ٹی ایس ایلیٹ، حکیم یوسف حسن، خواجہ شہاب الدین، سیّد سلیمان ندوی، مرزا ظفرالحسن، مولوی کریم الدین، میاں بشیر احمد، ن۔م۔ دانش وغیرہ تخلص یا معروف نام کو ترجیح نہیں دی گئی۔

ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش کی کتاب ''داستانیں اور مزاح''[۲۴] کا اِشاریہ اشخاص ''منظوم ومنثور قصے'' (منثور+منظوم) کے ذیلی عناوین پر مشتمل ہے۔ اشخاص کے اشاریہ میں بالعموم وہی لغزشیں موجود ہیں جو بعض دوسرے اشاریوں میں پائی جاتی ہیں:

حرف الف کے تحت الف ممدودہ اور الف مقصورہ میں کوئی فرق روا نہیں رکھا گیا۔ مثلاً:

● ارسطو ● اِرم ● آزاد بلگرامی ● اسماعیل عادل شاہ ● آشارام کائستھ ● اصغرعلی اکبرآبادی ● آصف الدولہ

یہ ترتیب اِشاریہ کی رُوح کو مجروح کرنے کا باعث ہے۔

''ڈ'' کی ساری تختی میں مندرجہ ناموں سے پہلے ڈاکٹر لکھا ہے، یہ بھی درست نہیں ہے۔ ''س'' کی تختی میں حروفِ تہجی کی ترتیب قائم نہیں ہو پائی۔ مثلاً:

- سلطان محمد قطب شاہ ● سعادت علی ناصر ● سعادت یار خاں رنگین ● سکندر عادل شاہ

اشخاص کے ناموں سے پہلے ذات، عہدہ وغیرہ کو اسی ترتیب میں لکھا گیا ہے۔ تخلص یا معروف نام کو ترجیح نہیں دی گئی۔ مثلاً: سید، مرزا، ملک، ڈاکٹر وغیرہ۔

ڈاکٹر سید شبیہ الحسن کے فکر و فن اور شخصیت کے حوالے سے ایک ضخیم کتاب ''شبیہ شناسی'' ڈاکٹر اختر ہاشمی، ڈاکٹر عبدالکریم خالد، سید محمد علی انجم رضوی، سید شریف الحسن ہاشمی اور سید محمد فضل حسن (عرفی ہاشمی) نے ترتیب دی ہے۔ (۲۵)

۹۰۴ صفحات پر مشتمل اس کتاب کا اشاریہ صرف اشخاص پر مبنی ہے۔ اشاریہ سازوں میں شہر بانو، رضوانہ ذوالفقار، عالیہ اسماعیل، علیم دانش، احمد وقاص انجم اور حافظ شاہد رضوان شامل ہیں۔ اس اشاریہ میں بھی تخلص یا معروف نام کو نام کے شروع میں لانے کے بجائے اس کی فطری ترتیب میں لکھنے کو ترجیح دی گئی ہے مثلاً:

- ابوالاعجاز حفیظ صدیقی ● ابوالکلام آزاد ● ٹی ایس ایلیٹ
- خواجہ محمد زکریا ● ڈپٹی نذیر احمد ● رانا غلام شبیر
- سید ثمر حسین نقوی ● سید عبداللہ، ڈاکٹر ● کرنل تصدق حسین میاں ● ن م راشد

حالانکہ ان ناموں کو اشاریہ کے اصول کے تحت یوں لکھا جاتا تو بہتر ہوتا:

- آزاد، ابوالکلام ● ایلیٹ، ٹی ایس ● تصدق حسین میاں، کرنل
- ثمر حسین نقوی، سید ● راشد، ن۔م ● عبداللہ، سید، ڈاکٹر
- غلام شبیر، رانا ● محمد زکریا، خواجہ ● نذیر احمد، ڈپٹی

ڈاکٹر معین الدین عقیل کی تصنیف ''تحریکِ آزادی میں اردو کا حصہ''(۲۶) کا اشاریہ خاصا طویل ہے۔ یہ اشاریہ اشخاص، کتب و رسائل، اماکن، انجمنوں، اداروں اور تحاریک پر مشتمل ہے۔ اشخاص کا اشاریہ ''اِشاریۂ مسلسل'' کے ذیل میں آتا ہے۔ یہ اشاریہ عبداللہ شاہ ہاشمی نے ترتیب دیا ہے۔

محولہ بالا مثالوں اور تجاویز کا مقصد کسی قسم کی نکتہ چینی ہرگز نہیں ہے بلکہ غایت الغایات رنگا رنگی کو ہم رنگ کرنے کی تمنا ہے۔ ان تجاویز سے اختلاف کرنے یا یکسر مسترد کرنے کا حق' بہرکیف' قارئین کا حق ہے۔ عصرِ حاضر میں کتب میں اشاریوں کی موجودگی کو لازم خیال کیا جاتا ہے۔ اس امر کا اہتمام اشاریہ سازی کے فن، طریق کار کے روشن مستقبل کی ضمانت ہے۔ اشخاص و رجال کو اشاریہ کے زمرۂ اوّل میں جگہ دی جاتی ہے، اس لیے اس کی ترتیب و تشکیل پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

حوالہ جات

۱۔ حقی، شان الحق، مرتّب: فرہنگِ تلفّظ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، طبعِ اول، ۱۹۹۵ء، ص ۵۱

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً

۴۔ ایضاً

5. Webopedia: (n.) database design, a list of keys (or keywords). each of which identifies a unique record. indic
6. Muhammad Riaz, Indexing Methods and procedures (in his) advanced indexing and abstracting, Lahore: Nadeem Book House, 1987, P:107
7. Geoffery Jamilton, How to recognise a good index, Inexers or Indexing, P:29

یہ ترجمہ سیّد جمیل احمد رضوی نے کیا ہے۔ اور ایم ایس ناز کی مرتبہ کتاب ''اردو میں فنی تدوین'' میں شامل اُن کے مضمون ''اشاریہ سازی'' کا حصہ ہے۔

۸۔ کمال، محمد اشرف، ڈاکٹر، اشاریہ سازی: مقاصد اور خصوصیات، مشمولہ: تخلیقی ادب، تحقیقی مجلّہ، اسلام آباد: (مدیران: ڈاکٹر روبینہ شہناز، ڈاکٹر شفیق انجم)، شمارہ سات، جون ۲۰۱۰ء، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، ص ۵۶۳

۹۔ طارق محمود، تحقیق میں اشاریہ کی ضرورت و اہمیت، مشمولہ: اخبارِ اردو، ماہنامہ، اسلام آباد: (مدیر: سید سردار احمد پیرزادہ)، جلد ۲۱، شمارہ ۸، اگست ۲۰۰۵ء، ص ۱۳

۱۰۔ اس ضمن میں ڈاکٹر ایم ایس ناز کی کتاب اردو میں فنی تدوین (ص ۳۷۸) ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

۱۱۔ تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو۔ تذکرہ دستورا لفصاحت مؤلّف: حکیم سید احد علی یکتا، مرتّب: امتیاز علی خاں عرشی، رام پور

۱۲۔ ملاحظہ ہو کتاب، مولانا محمد علی جوہر (حیات و خدمات)، مرتّب: صابر ارشاد عثمانی، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، بارِ اول، ۲۰۰۷ء، ص ۹۵۶

۱۳۔ ملاحظہ ہو، ایضاً، ص ۹۵۷

۱۴۔ ایضاً، ص ۹۵۲

۱۵۔ محمد طاہر فاروقی، ڈاکٹر، اقبال اور محبتِ رسول، لاہور: اقبال اکادمی، بارِ ہشتم، ۲۰۱۰ء، ص ۱۷۷

۱۶۔ سید عابد علی عابد کی اس کتاب کی ۱۹۹۷ء کی اشاعت پیشِ نظر ہے جسے سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور نے شائع کیا۔

۱۷۔ اشفاق احمد ورک، ڈاکٹر، اُردو نثر میں طنز و مزاح، لاہور: بیت الحکمت، ۲۰۰۴ء، ص ۶۵۳

۱۸۔ ایضاً، ص ۵۴-۶۵۳

۱۹۔ اشاریہ: تذکرۃ الشعراء، مصنف: مولانا حسرت موہانی، مرتّب: شفقت رضوی، کراچی: ادارۂ یادگارِ غالب، ۱۹۹۹ء، ص ۶۷۰

۲۰۔ ایضاً، ص ۶۷۰

۲۱۔ ایضاً

۲۲۔ طارق حبیب کی یہ کتاب ن م راشد پر ڈاکٹر وزیر آغا کے مقالات پر مشتمل ہے۔ دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد کی جانب سے ۲۰۱۰ء میں شائع کی گئی۔

۲۳۔ یہ کتاب پاکستان اسٹڈی سینٹر، جامعہ کراچی کے زیر اہتمام پہلی بار ۲۰۰۰ء میں شائع کی گئی، اشاریہ میں ''افراد''، ''مطبوعات''، ''ادارے اور تنظیمیں''، ''مقامات'' اور ''متفرقات'' کے ذیلی عناوین قائم کیے گئے ہیں۔

۲۴۔ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش کی یہ کتاب پہلی بار ۱۹۹۳ء میں چھپی۔ اسے مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور کے زیر اہتمام شائع کیا گیا۔ اشاریہ صفحہ نمبر ۲۸۱ سے صفحہ نمبر ۲۹۱ تک مبنی ہے۔

۲۵۔ یہ کتاب اظہار سنز، لاہور کے زیر اہتمام ۲۰۱۳ء میں منصۂ شہود پر آئی۔

۲۶۔ یہ کتاب مجلسِ ترقیء ادب لاہور کے زیرِ اہتمام پہلی بار ۲۰۰۸ء میں شائع ہوئی، ۸۲۲ صفحات کو محیط اس کتاب کا اشاریہ صفحہ نمبر ۷۵۷ تا ۸۲۲ مشتمل ہے۔